© rasailojaraid.com

دیوبند کی چند تاریخی مسجدیں

از

(جناب سید محبوب صاحب رضوی)

"جنوری ۱۹۵۹ء کے "برہان" میں مولانا ظفیرالدین صاحب نے تاریخ مساجد" سے جامع قرطبہ کے حالات پیش کرتے ہوئے اس خواہش کا اظہار فرمایا ہے کہ جن مساجد کا تذکرہ تاریخ کے اوراق میں موجود نہیں ہے ان کے حالات موصوف کے لئے بہم پہنچائے جائیں تاکہ ان کی زیرِ ترتیب "تاریخ مساجد" کی تدوین و تکمیل میں کام آسکیں اس سلسلہ میں دیوبند کی چند تاریخی مسجدوں کے حالات پیش کئے جاتے ہیں یہ حالات راقم السطور کی غیر مطبوعہ تصنیف تاریخ دیوبند سے ماخوذ ہیں۔ (سید محبوب رضوی)

دیوبند میں مسجدیں بڑی کثرت سے ہیں اور بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ عموماً سب آباد ہیں اور سب میں پنجگانہ نمازیں باجماعت ہوتی ہیں بڑی چھوٹی سب ملا کر تخمیناً سَو سے زائد ہیں آبادی کے تناسب کے لحاظ سے بہت کم مقامات ایسے ہوں گے جو اس بارہ میں دیوبند پر فوقیت لے جاسکیں گے۔

چند مسجدیں مختلف شاہان دہلی کے زمانوں کی تعمیر شدہ ہیں ان میں سے چند پر سنگی کتبے بھی موجود ہیں، چھ مسجدوں میں جمعہ کی نماز ہوتی ہے تاریخی حیثیت رکھنے والی مسجدیں حسب ذیل ہیں:۔

مسجد چھتہ | یہ مسجد شہر کی مغربی جانب اور دارالعلوم کے جنوبی مشرقی گوشہ میں واقع ہے ۱۲۸۳ھ میں دارالعلوم دیوبند کا افتتاح اسی مسجد میں ہوا تھا یہ مسجد ہندوستان میں مسلمانوں کے ابتدائی طرز تعمیر کا نہایت سادہ مگر پر شکوہ نمونہ ہے یہ لکھوری اینٹ کی بغیر چونہ و پلاسٹر کی عمارت ہے،

دیوبند کی سرزمین میں یہ مسجد ابتدا سے مشائخ اور اکابر اہل اللہ کا مسکن اور قیام گاہ رہی ہے کہا جاتا ہے کہ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسجد میں چلہ کشی کی ہے دیوبند کے مشہور بزرگ حضرت حاجی محمد عابد حسینؒ کا قیام بھی اسی مسجد میں رہتا تھا، دارالعلوم کے قیام کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بعد حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ جو دارالعلوم کے سب سے پہلے صدر مدرس تھے اسی مسجد میں قیام پذیر رہے ہیں۔

غرض کہ یہ مسجد دیوبند کے اکثر اہل اللہ کی جائے قیام اور سرچشمۂ فیوض رہ چکی ہے مسجد کے صحن میں انار کا وہ تاریخی درخت بھی اب تک موجود ہے جس کے سایہ میں دارالعلوم کا مبارک آغاز عمل میں آیا تھا،

مسجد قاضی | شیخ ابوالوفا عثمانی جن کا زمانہ آٹھویں صدی ہجری ہے وہ دیوبند کے شیوخ عثمانی کے مورثِ اعلیٰ ہیں ان کے فرزند قاضی فضل اللہ ملقب بہ "شیر" نے یہ مسجد تعمیر کرائی تھی عمارت نہایت سادہ بڑی اینٹ کی تھی بوسیدہ ہوجانے پر سنہ ۱۳۱۰ھ میں دوبارہ تعمیر کرائی گئی افسوس ہے کہ اس موقع پر سنگی کتبہ گم ہوگیا اس لئے سن تعمیر کا پتہ نہیں چل سکا۔

حضرت سید احمد شہیدؒ جب دیوبند تشریف لائے تو اسی مسجد کے ایک دالان میں قیام فرمایا تھا

مسجد قلعہ | سکندر شاہ لودہی نے اپنے زمانۂ حکومت میں بکثرت سرائیں اور مسجدیں بنوائیں یہ بہت پابند شریعت اور علم دوست بادشاہ تھا ہندؤں نے اولاً فارسی کی تعلیم اسی کے عہد حکومت سے شروع کی، دیوبند کی یہ مسجد اسی نیک دل بادشاہ کی یادگار ہے عام خیال یہ ہے کہ قلعۂ دیوبند کے ساتھ ہی اس کی تعمیر عمل میں آئی ہے، مسجد کی صدر محراب میں باہر کی جانب سنگی کتبہ لگا ہوا ہے جس میں بخط نسخ حسب ذیل عبارت تحریر ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

"بنا شد ایں مسجد جامع در عہد سلطنت سلطان سکندر شاہ بن سلطان بہلول شاہ خلد اللہ ملکہٗ بحقیر مسمّی بکرم جہاں فیروز ملک محمد لطف اللہ خاں افغانان کی التحریر رجب المرجب من سنتہ عشر و تسعمائۃ"

سنہ ۱۳۲۲ھ میں مسجد کے عقبی جانب، اور سنہ ۱۳۲۵ھ میں صحن کی جانب عمارت میں مزید اضافہ ہوا ہے جس سے مسجد پہلے سے زیادہ وسیع اور کشادہ ہوگئی ہے صحن میں حوض موخر الذکر تعمیر کے ساتھ بنا ہے، عقبی جانب کی عمارت میں اس کے زمانۂ تعمیر کا کتبہ بھی نصب ہے جس میں لکھا ہے کہ

"در جو بیشین جامع مسجد تعمیر سنہ ۷۱۶ھ معلوم می شود چنانکہ از کتبۂ عربی پیشانئ دروازہ کلاں ظاہر ہست،

لہ تعجب کی بات ہے کہ مسجد میں جو کتبہ نصب ہے اس کی تاریخ میں سخت اختلاف ہے، تاریخ بہارنپور کے مصنف نے (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سپس در دیوار قبلہ سہ در مفتوح کردہ در سنہ ۱۳۲۱ھ ایں دو قبہ جدیدہ غربیہ کو وسعت چہار صف متصل دارد از چندۂ عوام اہل اسلام حنفی المذہب صورت تعمیر یافت"

سنگ مرمر کا یہ کتبہ محراب کی بائیں جانب لگا ہوا ہے داہنی جانب یہی عبارت عربی میں کندہ ہے

آدینی مسجد | مسجد چھتہ، قلعہ اور اس مسجد کا نقشہ اور طرز تعمیر تقریباً ایک ہی قسم کا ہے یہ مسجد شیخ معز الاسلام صدیقی کی بنوائی ہوئی بتلائی جاتی ہے مسجد کے متصل ہی اُن کا مکان تھا جس میں ان کا مزار ہے، مسجد سے ملحق جگہ محلہ بڑے بھائیاں کے نام سے موسوم ہے،

آدینی کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اس مسجد میں پہلے نماز جمعہ ہوتی تھی اور چونکہ جمعہ کو فارسی میں آدینہ کہتے ہیں اس لئے آدینی مسجد کے نام سے موسوم ہو گئی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بھی سنہ ۶۱۲ھ ہی لکھا ہے اور بعض دوسرے لوگ اس کو سنہ ۷۱۶ھ بتلاتے ہیں حالانکہ یہ دونوں صحیح نہیں ہیں یہاں یہ واضح رہنا ضروری ہے کہ کتبہ میں جس بادشاہ کے عہد سلطنت میں مسجد کا تعمیر ہونا ظاہر کیا گیا ہے وہ سکندر شاہ بہلول شاہ ہے اس کا زمانہ سلطنت سنہ ۸۹۴ھ سے سنہ ۹۲۳ھ تک ہے سنہ ۷۱۶ھ یا سنہ ۶۱۲ھ سکندر شاہ کا نہیں بلکہ شمس الدین التمش (سنہ ۶۰۷ھ - سنہ ۶۳۳ھ) کا عہد حکومت ہے کتبہ میں سکندر شاہ کے نام کی صراحت ہونے کے بعد لازمی ہے کہ اس کے زمانۂ حکومت (سنہ ۸۹۴ھ - سنہ ۹۲۳ھ) میں یہ مسجد تعمیر ہوئی ہے!

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سن مذکور کے پڑھنے میں اس قدر غلطی کیوں کر ہوتی رہی؟ اصل یہ ہے کہ سن کے ابھرے ہوئے حروف امتدادِ زمانہ سے کسی قدر شکستہ ہو گئے ہیں اور یہی غلط فہمی کا سبب ہے! یہ کتبہ خط نسخ میں لکھا ہوا ہے پتھر کی سطح کو تراش کر حروف نمایاں کئے گئے ہیں خط بھی نہایت بھدا ہے بایں وجہ کتبہ کے حروف بمشکل پڑھے جاتے ہیں اس لئے جس نے سنہ ۶۱۲ھ پڑھا جیسا کہ درجہ بیشیں اور تاریخ سہارنپور میں لکھا ہے، اس نے "سنة" (سن) کو سنہ ۶ھ "سمجھ لیا، "تسعمائة" میں جو تسع اور مائة" کو ملا کر لکھا ہوا ہے "ت" کا شوشہ نمایاں نہیں ہے، اس لئے "تسعمائة" کی "ع" کی علامت کو "ستمائة" کی ت کا شوشہ تصور کر کے "ستة عشر و ستمائة" سمجھ لیا گیا — اور جن لوگوں نے اس کو سنہ ۷۱۶ھ پڑھا ہے وہ ستہ کی غلطی سے تو محفوظ رہے مگر "تسعمائة" میں ان کو بھی وہی غلط فہمی ہوئی جو سنہ ۶۱۲ھ کے پڑھنے والوں کو پیش آئی۔

"سید محبوب رضوی"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۳۶۹ھ میں مسجد کی مشرقی جانب تعمیر میں مزید اضافہ ہوا ہے، تعمیر جدید کا جو کتبہ لگا یا گیا ہے اس میں تحریر ہے کہ

"یہ قدیم جامع عرف مسجد آدینی ابتداء آبادی قصبہ دیوبند سے قایم ہے۔ ۱۳۶۹ء میں تعمیر میں مزید اضافہ ہوا"

اس عبارت کے متعلق یہ بات قابل لحاظ ہے کہ دیوبند ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد کے پہلے سے آباد ہے لہذا ابتداء آبادی کے وقت مسجد کے تعمیر ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ظاہر ہے کہ مسجد اسی وقت تعمیر ہوئی ہوگی جب مسلمانوں نے یہاں اقامت اختیار کی ہوگی اور یہ زمانہ ساتویں صدی ہجری یا اس کے بعد کا ہو سکتا ہے خود مسجد کے طرز تعمیر سے بھی یہی اندازہ ہوتا ہے۔

مسجد خانقاہ | یہ مسجد اکبر کے اوائل عہد حکومت کی یادگار ہے، جس محلہ میں یہ مسجد واقع ہے وہ شہر سے باہر شمال کی جانب واقع ہے اور خانقاہ کے نام سے موسوم ہے مسجد میں سنگ سرخ کا کتبہ لگا ہوا ہے، کتبہ کی پیمائش ۹ × ۱۵ انچ ہے، عبارت کا رسم الخط شاہان افغان کے رسم الخط سے ملتا جلتا ہے اس پر حسب ذیل عبارت کندہ ہے :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

"بنا رشد این مسجد در عہد سلطان السلاطین نوزھد قو شہریاری مہر سپر سلطنت و کامگاری شاہنشاہ عادل ابو المظفر محمد جلال الدین اکبر بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ بسعی اہتمام فقیر حقیر مرزا بیگ ابن خواجہ علی محب بخشی۔ شہر صفر سنہ نہصد و شصت و پنج از ہجرت"

اس کتبہ میں اکثر باتیں تاریخی اعتبار سے اہمیت رکھتی ہیں اس کی تاریخ ۹۶۵ھ ہے جو اکبر کے سن جلوس کا تیسرا سال ہے، غالباً ہندوستان بھر میں عہد اکبری کا یہ کتبہ بقول مولوی عبداللہ صاحب چغتائی ان تمام موجودہ کتبات پر جواب تک معلوم ہوئے ہیں سبقت رکھتا ہے کیونکہ امکاناً اکبر کے عہد کا کوئی قریب ترین کتبہ اگر ہو سکتا تھا تو اس کے پایہ تخت آگرہ اور فتح پور سیکری میں پایا جاتا، مگر ان مقامات پر کوئی کتبہ اب تک ایسا دستیاب نہیں ہوا جو اس کتبہ پر تقدم رکھتا ہو اس کتبہ میں اکبر کی کنیت ابو المظفر کندہ ہے حالانکہ دوسرے کتبات پر جو بعد کے ہیں ابو الفتح تحریر ہے، اکبر کی ترک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کردہ کنیت ابوالمظفر کسی دوسرے کتبہ پر اب تک نہیں پائی گئی۔

کتبہ پر مغلوں کے دور کے رسم الخط سے جو اکبر کے زمانہ میں رواج پذیر ہوا پہلے کا یعنی شاہان افغان کے زمانہ کا رسم الخط تحریر ہے،

راقم السطور کے نزدیک ایک یہ بات بھی اس مسجد کو اکبر کے عہد کی دوسری مسجدوں سے ممتاز کرتی ہے کہ یہ مسجد ویران نہیں ہے میں نے اکبر کی بنوائی ہوئی اب تک جس قدر مسجدیں دیکھی ہیں ان کو عموماً ویران ہی پایا ہے۔

اس مسجد کا گنبد ایسا ہی حسین اور خوبصورت ہے جیسا کہ شاہجہانی مسجدوں کے گنبد بنائے جاتے ہیں۔

مسجد سرائے پیرزادگان | یہ مسجد بھی قدیم التعمیر اور شہنشاہ جہانگیر کے عہد کی یادگار ہے، الحاج سید محمد ابراہیم قدس اللہ سرہ کی خانقاہ کے ساتھ شاہی مصارف سے اس کی تعمیر عمل میں آئی تھی۔ بارہویں صدی ہجری میں سکھوں کی لوٹ مار اور آتشزدگی سے مسجد کو سخت نقصان پہنچا تھا، سادات کے مشہور بزرگ حاجی محمد انور صاحب نے قدیم بنیاد پر مسجد کو از سر نو تعمیر کرایا اب مسجد میں جو کتبہ نصب ہے وہ دوسری تعمیر کا ہے جو سنہ ۱۲۸۵ھ میں ہوئی ہے۔

مسجد عالمگیری | عہد عالمگیری کی یہ مسجد شہر کی مغربی جانب محلہ ابوالمعالی میں واقع ہے یہ مسجد سنہ ۱۰۷۸ھ میں شیخ عبدالرحمن بن شیخ جیندا عثمانی کے اہتمام سے تعمیر ہوئی تھی صدر دروازہ میں حسب ذیل عبارت کا کتبہ نصب ہے مسجد وسیع اور کشادہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

"بنا شد این مسجد در عہد سلطنت شاہنشاہ عادل سلطان السلاطین ابوالمظفر محی الدین اورنگ زیب عالمگیر خلد اللہ ملکہ بسعی خان زماں جہانگیر علی خاں بہ اہتمام شیخ عبدالرحمن بن شیخ جیندا عثمانی شہر رمضان سنہ ثمان وسبعین بعد الالف ہجری للنبوۃ"

جامع مسجد | اس جامع مسجد کی بنیاد حضرت حاجی سید محمد عابد صاحبؒ نے سنہ ۱۲۸۱ھ میں رکھی تھی، جلد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سال کے عرصہ میں بن کر مکمل ہوئی، اسی زمانہ میں دارالعلوم دیوبند کا قیام بھی عمل میں آیا تھا، یہ مسجد نہایت وسیع کشادہ اور عظیم الشان ہے، اس کے سربفلک مناروں پر چڑھ کر شہر اور مضافات شہر کا منظر نہایت کیف آور معلوم ہوتا ہے، حدِ نگاہ تک آم کے باغات کا خوش نما سلسلہ نظر آتا ہے،

مسجد کی صدر محراب پر سنگ مرمر کے ٹکڑے پر حسب ذیل عبارت کندہ ہے۔

ساعی این مسجد فقیر عبدالخالق دیوبندی عفی عنہ ‏ ‏ مہتمم تعمیر صافی ضمیر حاجی محمد عابد سلمہٗ ربہٗ

عثمان باحیا علی قاتل شر ور ‏ ‏ صدیق باصفا عمر عادل امور

یابی مراد خود بحساب جمل عفوز ‏ ‏ خواہی اگر زسال بنا مسجد عظیم

۱۲۸۶

حاجی صاحب نے مؤسس و مہتمم تعمیر کی حیثیت سے مسجد کے شمالی دروازہ پر مسجد کے انتظام کے متعلق ایک دستورِ العمل سنگ سرخ پر کندہ کرا کر نصب کرا دیا ہے۔

مسجد کے زمانہ تعمیر کے ایک اشتہار میں تعمیر مسجد کی تحریک کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت حاجی محمد عابد صاحبؒ نے خواب میں دیکھا تھا کہ اس مقام پر جہاں اب جامع مسجد واقع ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور آپ کے سامنے ایک طشت رکھا ہوا ہے جس میں دودھ بھرا ہوا ہے، داہنی جانب ایک شخص ہے جو روپیہ لا لا کر آنحضرت صلعم کے سامنے انبار لگا رہا ہے آپ نے حاجی صاحبؒ سے ارشاد فرمایا کہ "یہاں مسجد بنانا شروع کر دو"۔ اس زمانہ میں اس مقام پر لوگوں کے مکانات تھے۔

اسی زمانہ میں مشہور واعظ مولانا عبدالرب دہلویؒ دیوبند میں تشریف لاتے اور اپنے مواعظ میں جامع مسجد بنانے کی تحریک کی، اہل شہر پر مولانا کے مواعظ کا بہت اثر ہوا، مگر جب تعمیر کا تخمینہ لگایا گیا تو کم و بیش ایک لاکھ روپے کا ہوا، اتنی بڑی رقم کا فراہم ہونا آسان نہ تھا لوگ متحیر تھے، آخر ایک جگہ متعین کر کے سب لوگ رات کو جمع ہوتے اور بارگاہ رب العزت میں دعا کی، لوگوں میں تعمیر مسجد کا ایسا جذبہ پیدا ہو گیا کہ انھوں نے روپے کے علاوہ زیور کپڑے برتن لکڑی، اینٹ اور چونا غرض کہ جو جس سے بن پڑا اس نے لا کر رکھ دیا، حاجی صاحب مہتمم تعمیر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کردہ کنیت ابوالمظفر کسی دوسرے کتبہ پر اب تک نہیں پائی گئی۔

کتبہ پر مغلوں کے دور کے رسم الخط سے جو اکبر کے زمانہ میں رواج پذیر ہوا پہلے کا یعنی شاہان افغان کے زمانہ کا رسم الخط تحریر ہے،

راقم السطور کے نزدیک ایک یہ بات بھی اس مسجد کو اکبر کے عہد کی دوسری مسجدوں سے ممتاز کرتی ہے کہ یہ مسجد ویران نہیں ہے میں نے اکبر کی بنوائی ہوئی اب تک جس قدر مسجدیں دیکھی ہیں ان کو عموماً ویران ہی پایا ہے۔

اس مسجد کا گنبد ایسا ہی حسین اور خوبصورت ہے جیسا کہ شاہجہانی مسجدوں کے گنبد پائے جاتے ہیں۔

مسجد سرائے پیرزادگان | یہ مسجد بھی قدیم التعمیر اور شہنشاہ جہانگیر کے عہد کی یادگار ہے، الحاج سید محمد ابراہیم قدس اللہ سرہ کی خانقاہ کے ساتھ شاہی مصارف سے اس کی تعمیر عمل میں آئی تھی۔ بارھویں صدی ہجری میں سکھوں کی لوٹ مار اور آتشزدگی سے مسجد کو سخت نقصان پہنچا تھا، سادات کے مشہور بزرگ حاجی محمد انور صاحب نے قدیم بنیاد پر مسجد کو از سرنو تعمیر کرایا اب مسجد میں جو کتبہ نصب ہے وہ دوسری تعمیر کا ہے جو ۱۲۸۵ھ میں ہوئی ہے۔

مسجد عالمگیری | عہد عالمگیری کی یہ مسجد شہر کی مغربی جانب محلہ ابوالمعالی میں واقع ہے یہ مسجد ۱۰۷۸ھ میں شیخ عبدالرحمن بن شیخ جیند اعثمانی کے اہتمام سے تعمیر ہوئی تھی، صدر دروازہ میں حسب ذیل عبارت کا کتبہ نصب ہے مسجد وسیع اور کشادہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

"بنا شد این مسجد در عہد سلطنت شاہنشاہ عادل سلطان السلاطین ابوالمظفر محی الدین اورنگزیب عالمگیر خلد اللہ ملکہ بسعی خان زمان جہانگیر علی خاں باہتمام شیخ عبدالرحمن بن شیخ جیندا عثمانی شہر رمضان سنہ ثمان وسبعین بعد الالف ہجری للنبوۃ"

جامع مسجد | اس جامع مسجد کی بنیاد حضرت حاجی سید محمد عابد صاحبؒ نے ۱۲۸۱ھ میں رکھی تھی، جلد

© rasailojaraid.com